21504
1160

جناب مفتی صاحب دار الافتاء دار العلوم کراچی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بندہ سیف الرحمن پیشہ کے لحاظ سے پائلٹ ہے اور ابھی رمضان میں عمرہ کی ادائیگی کے لئے جانے کا شرف حاصل کیا، لیکن عمرہ کی ادائیگی کے بعد اگلے دن جب دوسرا عمرہ ادا کرنے کا ارادہ ہوا اور مسجد عائشہ جانے لگا تو ایک دوست سے ملاقات ہوئی، انہوں نے بندے کا ارادہ سن کر ایک لمبی چوڑی تقریر فرمائی، بندہ انکی باتوں سے بہت تذبذب کا شکار ہوا، اس وقت تو انکی بات پر عمل نہیں کیا لیکن بات انکی لاجیکل تھی اس لئے آپ حضرات سے رجوع کرنے کو ضروری سمجھا، میرے دوست کا کہنا یہ تھا کہ عمرہ کے احرام کے لئے تنعیم جانا ضروری تو ہے ہی نہیں بلکہ تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ کرنا جائز نہیں، بدعت ہے، اس لئے عمرہ کا احرام بھی حدودِ حرم سے باندھکر عمرہ ادا کرنا لازم ہے، میں نے پاکستان ٹیلیفون کرکے ایک عالم صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے، پھر میں نے اس دوست سے ذکر کیا تو انکا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کا تنعیم سے احرام باندھنا ممکن ہے کہ اتفاقی ہو یا کسی خاص عذر کی وجہ سے تھا، نیز ان کا بھی دعویٰ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہ کرام سے تنعیم سے عمرہ ثابت نہیں یعنی صحابہ کرام میں سے کسی سے بھی عمرہ کے لئے تنعیم سے احرام باندھنا منقول نہیں، انہوں نے تحفۃ الاحوذی کی درج ذیل عبارت بھی دکھائی۔ امید ہے کہ آپ حضرات تسلی اور اطمینان کا ساماں فراہم فرمائیں گے۔ فقط والسلام۔

قَالَ صَاحِبُ الْهَدْيِ : لَمْ يُنْقَلْ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَمَرَ مُدَّةَ إِقَامَتِهِ بِمَكَّةَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ وَلَا اِعْتَمَرَ بَعْدَ الْهِجْرَةِ إِلَّا دَاخِلًا إِلَى مَكَّةَ وَلَمْ يَعْتَمِرْ قَطُّ خَارِجًا مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْحِلِّ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ كَمَا يَفْعَلُ النَّاسُ الْيَوْمَ ، وَلَا ثَبَتَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ فِي حَيَاتِهِ إِلَّا عَائِشَةَ وَحْدَهَا اِنْتَهَى .

بندہ سیف الرحمن

دار الافتاء
۱۴۲۶/۵۶
جامعہ دار العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون ملہم الصواب

مکہ مکرمہ اور حد حرم میں رہنے والوں کے لئے احرامِ عمرہ کی میقات حدِ حل ہے اس لئے مکی یا حدودِ حرم میں رہنے والا شخص جب عمرہ ادا کرنا چاہے تو وہ حدودِ حرم سے باہر کسی جگہ جاکر وہاں سے احرام باندھکر آئے اور عمرہ ادا کرے۔ کیونکہ مکی اور حرم میں رہنے والا عمرہ کا احرام حدودِ حرم میں نہیں باندھ سکتا ہے، جمہور امت کا اسی پر اتفاق ہے کہ احرام عمرہ کے لئے اسے حدودِ حرم سے باہر جانا ضروری ہے، البتہ اس میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے کہ حدودِ حرم سے باہر کس جگہ سے احرام باندھنا افضل ہے، بعض میقات سے بھی باہر جانے کو افضل قرار دیتے ہیں، احناف قریب ترین حل تنعیم سے احرام باندھنے کو افضل قرار دیتے ہیں جبکہ شوافع جعرانہ سے احرامِ عمرہ کو افضل قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ اختلاف جواز اور عدم جواز کا اختلاف نہیں ہے بلکہ افضل اور مفضول کا اختلاف ہے ورنہ یہ حضرات حدِ حرم سے خارج کسی بھی جگہ سے احرامِ عمرہ کو جائز سمجھتے ہیں۔

جمہور کی دلیل وہ صحیح روایات ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عمرہ ادا کرنے کے لئے حدودِ حرم سے باہر نکل کر یا بعض روایت کی تصریح کے مطابق تنعیم سے احرام باندھنے کا فرمایا جیساکہ صحیحین بخاری و مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم فرمایا کہ وہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ کو تنعیم (جو حدودِ حرم سے باہر اور مسجد حرام سے قریب ترین حل ہے) تک سواری میں بیٹھا کر لے جائے اور وہاں سے عمرہ کا احرام بندھوا کر عمرہ ادا کروائے۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكر الصديق قال أمرني النبي {صلى الله عليه وسلم} أن أردف عائشة وأعمرها من التنعيم

[الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم ٣/ ٢٦٧]

عن عمرو سمع عمرو بن أوس أن عبد الرحمن بن أبي بكر رضي الله عنهما أخبره أن النبي صلى الله عليه وسلم أمره أن يردف عائشة ويعمرها من التنعيم [السنن الصغرى للبيهقي (نسخة الأعظمي) ٢/ ٢٣٥]

وحدثنا أبو بشر بكر بن خلف قال: ثنا سعيد بن [ص:٦١] الحكم، عن الفضل بن يلاب، عن عطاء قال: " من أراد العمرة ممن هو من أهلها أو غيره فليخرج إلى التنعيم أو إلى الجعرانة فليحرم منها، وأفضل ذلك أن يأتي وقتا " والتنعيم من حيث اعتمرت عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها حين بعثها رسول الله صلى الله عليه وسلم مع أخيها عبد الرحمن بن أبي بكر رضي الله عنهما على أربعة أميال من مكة على طريق المدينة وثمة مسجدان. فقد زعم بعض المكيين أن المسجد الأدنى إلى الحرم الحرث هو المسجد الذي اعتمرت منه عائشة رضي الله عنها، ولا أعلم إلا أني سمعت أن ابن أبي عمر يذكر ذلك عن أشياخه من أهل مكة أنه هو الصحيح عندهم، وقد زعم بعضهم أنه المسجد الأقصى مقضى الأكمة الحمراء، واحتجوا في ذلك بحديث داود بن عبد الرحمن الذي في صدر هذا الباب، فالله أعلم كيف ذلك[أخبار مكة للفاكهي ٥/ ٦٠]

احناف انہی روایات کی بنیاد پر تنعیم (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جہاں سے عمرہ کا احرام باندھا تھا) سے احرام باندھنے کو افضل قرار دیتے ہیں، جن سے استدلال کرکے جمہور احرامِ عمرہ کے لئے حدودِ حرم سے باہر جانے کو لازم قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ ان روایات میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ کو حدِ حرم سے باہر جاکر یا مقامِ تنعیم سے عمرہ کا احرام بندھکر عمرہ ادا کرنے کا حکم فرمایا گیا۔ (ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تنعیم کی جس جگہ سے عمرہ کا احرام باندھا تھا اس وقت وہاں ایک شاندار مسجد بنی ہوئی ہے جس کو مسجدِ عائشہ کہا جاتا ہے اور آجکل وہیں سے عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے۔)۔

بہر حال تنعیم، جعرانۃ یا حدِ حل کی کسی بھی جگہ سے احرام باندھنا جائز ہے، اور یہ کہنا کہ تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ کرنا جائز نہیں، بلکہ بدعت ہے، یا یہ کہنا کہ عمرہ کا احرام بھی حدودِ حرم سے باندھکر عمرہ ادا کرنا لازم ہے درست نہیں، یہ حضراتِ ائمہ اربعہ اور جمہور امت کی رائے سے ہٹی ہوئی رائے ہے، اور مذکورہ بالا احادیثِ صحیحہ کے بھی خلاف ہے۔ نیز ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے احرام کے متعلق یہ قیاس بھی درست نہیں کہ ممکن ہے کہ وہ اتفاقی ہو یا یہ کہنا کہ یہ کسی خاص عذر کی وجہ سے تھا درست نہیں؛ کیونکہ

(الف) مسند احمد کی ایک روایت کی رو سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہے کہ مسجدِ حرام سے قریب ترین حل تنعیم ہے، وہاں سے میں نے عمرہ کا احرام باندھا پھر وہاں واپس آکر بیت اللہ کا

دار الافتاء

طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی، راوی (حضرت ابو ملیکہ) فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بعد میں بھی یہی عمل رہا۔

حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ رُسْتُمَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِسَرِفَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ يَا عَائِشَةُ فَقَالَتْ قُلْتُ يَرْجِعُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَأَنَا أَرْجِعُ بِنُسُكٍ وَاحِدٍ قَالَ وَلِمَ ذَاكِ قَالَتْ قُلْتُ إِنِّي حِضْتُ قَالَ ذَاكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ اصْنَعِي مَا يَصْنَعُ الْحَاجُّ قَالَتْ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ ثُمَّ ارْتَحَلْنَا إِلَى مِنًى ثُمَّ ارْتَحَلْنَا إِلَى عَرَفَةَ ثُمَّ وَقَفْنَا مَعَ النَّاسِ ثُمَّ وَقَفْتُ بِجَمْعٍ ثُمَّ رَمَيْتُ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَمَيْتُ الْجِمَارَ مَعَ النَّاسِ تِلْكَ الْأَيَّامَ قَالَتْ ثُمَّ ارْتَحَلَ حَتَّى نَزَلَ الْحَصْبَةَ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا نَزَلَهَا إِلَّا مِنْ أَجْلِي أَوْ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْهَا إِلَّا مِنْ أَجْلِهَا ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ احْمِلْهَا خَلْفَكَ حَتَّى تُخْرِجَهَا مِنَ الْحَرَمِ فَوَاللَّهِ مَا قَالَ فَتُخْرِجَهَا إِلَى الْجِعِرَّانَةِ وَلَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَانْطَلَقْنَا وَكَانَ أَدْنَى إِلَى الْحَرَمِ التَّنْعِيمُ فَأَهْلَلْتُ مِنْهُ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ أَقْبَلْتُ فَأَتَيْتُ الْبَيْتَ فَطُفْتُ بِهِ وَطُفْتُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَارْتَحَلَ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَفْعَلُ ذَلِكَ بَعْدُ[مسند أحمد - الرسالة ٤٣/ ١٩٤]

(ب) اگر مکہ مکرمہ سے یا حد حرم سے عمرہ کا احرام باندھنا جائز ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور انکے برادر عزیز حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حدِ حرم سے باہر جانے کا حکم نہ فرماتے؛ کیونکہ یہ تمام حضرات حالتِ سفر میں تھے، مناسکِ حج کی ادائیگی کی وجہ سے بہت تھکے ہوئے تھے، رات کا وقت تھا، مزید براں تنعیم میں جا کر احرام باندھنا تاخیر کا سبب بھی ہے، جسکی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی انتظار فرمانا تھا، یہ ساری وجوہات ایسی ہیں جنکا تقاضا یہ ہے کہ اگر مکہ مکرمہ سے یا حدِ حرم سے عمرہ کا احرام باندھنا جائز ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ان کو حدِ حرم سے باہر جانے کا حکم نہ فرماتے۔

قال فاذهب بها يا عبد الرحمن فأعمرها من التنعيم وذلك ليلة الحصبة[سنن النسائي الكبرى- ترقيم شعيب ٢/ ٣٥٦]

ميقات العمرة لمن بمكة الحل؛ لأن « عائشة رضي الله عنها لما ألحت على النبي صلى الله عليه وسلم أن تعتمر عمرة مفردة بعد أن حجت معه قارنة أمر أخاها عبد الرحمن أن يذهب معها إلى التنعيم لتحرم منه بعمرة »، وهو أقرب ما يكون من الحل إلى مكة ، وكان ذلك ليلاً، ولو كان الإحرام بالعمرة من مكة أو من أي مكان من الحرم جائز لما شق النبي صلى الله عليه وسلم على نفسه وعلى عائشة وأخيها بأمره أخاها أن يذهب معها إلى التنعيم لتحرم منه بالعمرة، وقد كان ذلك ليلاً وهم على سفر، ولتوجه ذلك إلى انتظارهما، والإذن لها أن تحرم من منزلها معه ببطحاء مكة ، وعملاً بسماحة الشريعة الإسلامية

ويسرهاء ولأنه ما خير بين أمرين إلا اختار أيسرهما ما لم يكن إثمًا، فإن كان إثمًا كان أبعد الناس منه، وحيث لم يأذن لها في الإحرام بالعمرة من بطحاء مكة دل ذلك على أن الحرم ليس ميقاتًا للإحرام بالعمرة،[فتاوى الحج للجنة الدائمة للإفتاء بالسعودية ص: ٧٥]

اور جہاںتک اس بات کا تعلق ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی سے بھی عمرہ کے لئے تنعیم سے احرام باندھنا منقول نہیں تو اولاً تو یہ بات ہی درست نہیں؛ کیونکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عمرہ کا احرام تنعیم سے ثابت ہے، مثلاً حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھنا ثابت ہے۔

أخبرنا مالك أخبرنا هشام بن عروة عن أبيه : أنه رأى عبد الله بن الزبير أحرم بعمرة من التنعيم [الموطأ - رواية يحيى الليثي ١/ ٣٦٥]

وحدثني عن مالك عن هشام بن عروة عن أبيه :انه رأى عبد الله بن الزبير أحرم بعمرة من التنعيم [الموطأ - رواية محمد بن الحسن ٢/ ٣١٥]

ثانیاً اگر اسکو درست بھی مان لیا جائے کہ صحابہ کرام میں سے کسی نے تنعیم سے احرام باندھکر عمرہ نہیں کیا تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے تنعیم جانا یا یہاں سے احرام باندھنا جائز نہیں، یا بدعت ہو؟ ہاں اگر وہ یہ ثابت کرتا کہ صحابہ کرام حدودِ حرم سے عمرہ کا احرام باندھتے تھے تو یہ بات اسکے دعویٰ کی دلیل بنتی

---------- واللہ اعلم بالصواب

احقر شاہ محمد تفضل علی
دار الافتاء دار العلوم کراچی
١٣/٩/١٤٣٣ھ

دار الافتاء
٣٣/٩/١٦

جواب درست ہے البتہ کوئی شخص مکہ مکرمہ میں
موجود ہو تو عام حالات میں اسکے لئے تنعیم یا جعرانہ
جاکر بار بار عمرہ کرنے کے بجائے مکہ مکرمہ ہی میں
رہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ طواف کرنا افضل ہے
اور بار بار عمرہ کے بجائے کثرت طواف ہی ماثور اور
منقول ہے الا یہ کہ کوئی حاجت داعیہ ہو۔
واللہ تعالیٰ اعلم بندہ محمود اشرف غفر اللہ لہ
١٥-٩-١٤٣٣ھ

مفتی